میں اللھم اجعلنی، ساتویں باب میں اللھم سے آغاز ہونے والی دعائیں جمع کردی ہیں، قرآن وحدیث سے یہ دعائیں جمع کردی گئی ہیں۔ آٹھواں باب صلوٰۃ وسلام پر مشتمل ہے، نواں باب صلوٰۃ التسبیح ادا کرنے کے طریقے پر مشتمل ہے۔ آخر میں حوالہ جاتی کتب کی فہرست، عربی، اردو، فارسی میں جمع کردی ہیں۔ جس سے کتاب کا درجہ استناد ثابت ہوتا ہے۔

کتاب کا نام : اقوام متحدہ کے زیر اہتمام بین الاقوامی
(سیمینار سے خطاب، ۳ نومبر ۲۰۰۸ء)

مولف/مصنف کا نام: سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو

ناشر: جمعیت علماء سندھ

قیمت وصفحات: قیمت درج نہیں، صفحات ۲۸

ڈاکٹر خالد سومرو کا شمار سندھ کے بڑے خطیب وسیاستدان کی حیثیت سے ہوتا ہے، آپ نے ۳، ۴، ۵، نومبر ۲۰۰۸ء کو اقوام متحدہ کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے حوالہ سے جنیوا سوئزرلینڈ میں منعقدہ بین الاقوامی سیمینار سے خطاب کیا تھا، یہ خطاب انگریزی میں ہے، جس کے انگریزی متن کا اردو اور سندھی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

خطاب میں تاریخ حقوق، مسلم ممالک فلسطین، افغانستان، صوبہ سرحد پر حملوں کی مذمت، اہانت رسول ڈاکٹر عافیہ پر ظلم، اہانت قرآن، دہشت گردی اور گوانتاموبے وغیرہ کے امریکی ٹارچر سیلوں کے خاتمہ کا مطالبہ کیا گیا۔ مجلّہ میں کمپوزنگ کی غلطیاں دور کرنے کی ضرورت ہے مثلاً پہنچا کی جگہ پھونچا بھی کی جگہ بہی بہکانے کی جگہ بہگانے وغیرہ۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے، علماء کرام کو ہر اسٹیج سے آواز اٹھانی چاہئے تاکہ غیر مسلم دنیا تک صحیح پیغام پہنچایا جاسکے۔

سہ ماہی مجلّہ الفرید کا ششماہی علوم اسلامیہ انٹرنیشنل جون ۲۰۰۸ء پر تبصرہ

تبصرہ نگار: مولانا امداد اللہ حقانی

میرے سامنے ششماہی علوم اسلامیہ انٹرنیشنل کا شمارہ نمبر ۲ ہے جو کہ سیرت النبی ﷺ

نمبر ہے۔ اس مجلّہ میں اردو، عربی، سندھی اور انگریزی زبان میں سیرت النبی ﷺ کے ہر پہلو کو تفصیل سے اجاگر کیا گیا ہے۔ اس شمارہ میں آپ ﷺ کی ولادت کا پس منظر، فلسفہ عدم تشدد، آپ ﷺ کا غیر مسلم وفود سے مکالمہ، خدمت خلق، قتل و غارتگری کی مخالفت، ہجرت نبوی ﷺ، مکالمہ کی ضرورت واہمیت، آپ ﷺ بحیثیت قاضی آپ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں، تفصیل سے واضح کیا گیا ہے۔ اس مجلّہ کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ تمام مضامین مشہور و معروف مفتی، ڈاکٹرز، پروفیسر اور سکالروں نے لکھے ہیں۔

۲۔ تمام مضامین ریسرچ اصولوں کے مطابق لکھے گئے ہیں اور عام مضمون نگاران سے ان اصولوں کے مطابق مضامین بھیجنے کی درخواست کی گئی ہے۔

۳۔ بیک وقت اردو، انگریزی، عربی اور سندھی زبان پر مشتمل ہے یوں اس سے ہر زبان کے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ ناظرین ہر ورق کو پڑھتے پڑھتے لطف اندوز ہوں گے اور اپنے محبوب ﷺ کے ہر ادا کو دلوں میں محفوظ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ادارے کو اور توفیق عطا فرمائے تاکہ امت مسلمہ کے لئے ان کٹھن مراحل میں نور ہدایت ہو۔

گوشہ علمی و تعلیمی خبریں

استحکام پاکستان کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء کی اہم تجاویز

ملک بھر کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں شریک قومی اسمبلی وسینیٹ کے منتخب ممبران اور سرکردہ حکومتی افراد کے نام وطن عزیز میں جاری پیچیدہ صورتحال کے حوالے سے اپنی قومی وشرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے کچھ تجاویز وگزارشات پیش کی ہیں تاکہ پارلیمنٹ ملک کو موجودہ بھنور سے نکالنے کے لئے صحیح اور ٹھوس فیصلے کر سکے، علماء نے تجاویز پیش کی ہیں کہ غیر ملکی طاقتوں کی فرماں برداری ختم کر کے محب وطن عوام کو ساتھ ملایا

جائے، ہر علاقے کے مقامی علماء دیندار حضرات اور محب وطن عمائدین کو ساتھ ملا کر جرائم پیشہ اور ملک دشمن عناصر اور غیر ملکی ایجنٹوں کو پکڑا جائے اور ان کو سر عام عبرت ناک سزائیں دی جائیں، بمباری، میزائلوں کی بارش اور اندھادھند فوجی کارروائیاں فوری بند کی جائیں۔ موجودہ خارجہ پالیسی اور خصوصاً امریکا کے ساتھ دہشتگردی کے خلاف تعاون کے پرفریب اور شرمناک معاہدے سے جان چھڑانے کا محتاط راستہ جلد از جلد نکالا جائے جو درحقیقت اپنی ہی سلامتی کا راستہ ہے، ہتھیار اٹھانے والے نوجوانوں کے جائز مطالبات پورے اور عدلیہ کو آزادو بحال کیا جائے کیونکہ فوری انصاف کی فراہمی اور آزد عدلیہ کے بغیر امن وامان کا قیام ممکن نہیں۔ اندرون ملک ہر طرح کی خلاف اسلام پالیسیوں اور اقدامات کا سلسلہ بند کیا جائے۔ اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی اور معاشی بدحالی کے موجودہ طوفان کے مختلف اسباب ہیں لیکن ۴ بڑے سبب بدامنی، کرپشن، عیاشانہ طرز زندگی اور فحاشی وعریانی ہیں، جنہیں ختم کئے بغیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معاشی استحکام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پامال کر کے مسلمان پنپ نہیں سکتے۔ مغربی دنیا کو سائنسی اور معاشی ترقی رقص وسرور اور فحاشی سے نہیں ملی بلکہ محنت اور ہنرمندی سے حاصل ہوئی ہے۔ علمائے کرام نے کہا کہ قبائل اپنی قدیم روایات کے تحفظ کو بھی اپنی قومی غیرت وحمیت کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں اور پاکستان کے دوسرے علاقوں کی بہ نسبت نماز، روزہ اور ستر وحجاب وغیرہ دینی معاملات کے زیادہ پابند اور ان کے بارے میں زیادہ حساس ہیں، چنانچہ اگر کوئی حکومت، دین یا اہل دین کا مذاق اڑائے یا دین اور اہل دین کو رسوا کرے یا ان کی قدیم روایات کو پامال کر کے ان پر غیر ملکی حکمرانوں کو یا غیر ملکی نظریات کو مسلط کرنے کی کوشش کرے تو وہ پرامن ہونے کے باوجود اس سے سخت نفرت کرتے ہیں اور غیر ملکی افواج یا غیر اسلامی نظریات کا تسلط ان کے لئے کسی حالت میں قابل برداشت نہیں۔ اس وقت وہاں جو بمباری ہورہی ہے یا تشدد کو روکنے کے لئے جو فوجی آپریشن جاری ہے ان کا زیادہ تر نقصان اسی مظلوم اور پرامن اکثریت کو پہنچ رہا ہے جس میں بے گناہ جوان، بوڑھے

خواتین اور معصوم بچے لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ان محبّ وطن مسلمانوں کی اس بھاری اکثریت میں سے بہت سے مخلص مگر مشتعل نوجوان ایسے بھی ہیں جو جامعہ حفصہ اور اپنے علاقوں میں مظلوم مسلمانوں کی شہادت پر اور حکومت کی خلاف اسلام اور نامعقول افغان پالیسی پر غصے اور انتقام کے جذبات سے بھرے ہوئے ہیں۔انہوں نے علماء کرام کے منع کرنے کے باوجود اپنے دینی اخلاص اور علاقائی غیرت کی بناء پر ہی اپنے پیارے عزیزوں کی لاشیں دیکھ کر ہتھیار اٹھالئے ہیں اور خودکش حملوں کا پاکستان کے اندر ہی وہ راستہ اختیار کرلیا ہے جو حد درجہ خطرناک ہے حالانکہ علمائے کرام ایسے حملوں کو پہلے ہی حرام قرار دے چکے ہیں جن کا بے گناہ لوگ نشانہ بن جائیں لیکن مذکورہ بالا اشتعال انگیز اسباب کی بناء پر یہ بھرے ہوئے نوجوان انتقام کی پیاس کو اپنے اور دوسروں کے خون سے بجھا رہے ہیں۔ملکی حالات کی خرابی میں سماج دشمن عناصر کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔امریکی افواج اپنی معاون نیٹو افواج نیز بھارتی ایجنسیوں کے ساتھ گزشتہ سات سال سے افغانستان پر فتح حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں۔ان غیر ملکی افواج نے اپنی کھلی آنکھوں نظر آنے والی شرمناک شکست کو فتح یا باعزت پسپائی میں بدلنے کے لئے آخری کوشش یہ کی ہے کہ انہوں نے اپنے ایجنٹوں کو اسلحہ، ڈالر اور افغانی پاکستانی کرنسی دیگر ہمارے قبائلی علاقوں میں گھسا دیا ہے اور یہ مصدقہ اطلاعات ہیں کہ جب کچھ ایجنٹ پکڑے گئے یا ان کی لاشیں ملیں تو ان میں سے کئی غیر مختون تھے جو ان کے غیر مسلم ہونے کی واضح علامت ہے، یہ لوگ طالبان کے بھیس میں پاکستانی افواج سے لڑ رہے ہیں اور ان علاقوں میں افراتفری پیدا کرنے کے لئے داخل ہوئے ہیں۔غیر ملکی افواج کی طرف سے بغیر پائلٹ طیاروں کی بمباری ہو یا ان کے میزائلوں کی بارش ہو یا پاکستانی مسلح فورسز کی کارروائیاں ہوں، ان کا زیادہ تر نشانہ بے گناہ مسلمان بن رہے ہیں۔جن علمائے کرام نے سفارشات پیش کیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔مولانا محمد سرفراز خان شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، مولانا سلیم اللہ خان مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی وصدر المدارس

العربیہ پاکستان، مفتی محمد رفیع عثمانی جامعہ دارالعلوم کراچی، مفتی محمد تقی عثمانی نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، مولانا نعیم الرحمٰن ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، سید حافظ ریاض حسین نجفی صدر وفاق المدارس شعبہ پاکستان، پیر امین الحسنات شاہ رئیس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ جھیرہ شریف سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف، مولانا حافظ محمد سلفی مدیر جامعہ ستاریہ اسلامیہ، مولانا حافظ محمد انس مدنی وکیل جامعہ ستاریہ اسلامیہ، مولانا عبیداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، قاری حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا محمد اشرف نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی، مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، مفتی عزیز الرحمٰن، جامعہ دارالعلوم کراچی، مولانا زاہد الراشدی شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ وسیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل، مولانا عبدالغفار منتظم جامعہ فریدیہ وقائم مقام خطیب لال مسجد اسلام آباد، مولانا محمد اکرم کاشمیری رجسٹرار جامعہ اشرفیہ لاہور، مفتی عبداللہ مفتی جامعہ خیرالمدارس ملتان، مفتی محمد زاہد نائب صدر جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد، مفتی منیب الرحمٰن صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان و مہتمم دارالعلوم نعیمیہ، مولانا عبدالمالک صدر رابطہ المدارس الاسلامیہ پاکستان، مولانا قاضی نیاز حسین نقوی نائب صدر وفاق المدارس شیعہ پاکستان، مولانا عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان، مولانا محمود احمد حسن شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ اسلامیہ، مفتی محمد ادریس سلفی رئیس دارالافتاء جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا انوارالحق نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد، مفتی عبدالرؤف نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی، مفتی محمد رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی، مولانا فضل الرحیم ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی امیر پاکستان شریعت کونسل، قاری ارشد عبید ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا محمد صدیق شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان، مفتی محمد طیب صدر جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد، مولانا محمد یوسف کرخی مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن گلشن اقبال کراچی۔ ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۸

جنگ کراچی۔

قاتلوں سے قدرت کا انتقام: امریکہ کے مرکز صحت کی جاری کردہ عربی اور انگلش بیسیوں رپورٹوں کے مطابق عراق و افغانستان میں تعینات افواج کی کثیر تعداد اپنی قدرتی صلاحیتیں کھو بیٹھی ہے۔ وہ دفاعی اور اعصابی کام کرنے سے معذور ہو چکے ہیں۔ اب تو ڈاکٹر بھی ان کے علاج سے مایوس ہو چکے ہیں۔ دنیا کی سپر پاور کے مہذب فوجی منشیات کو بطور آخری علاج استعمال کرنے لگے ہیں امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں فوجیوں کا خاندانی شیرازہ دھیرے دھیرے بکھر رہا ہے۔ امریکی حکام نے سوچا تھا ترقی یافتہ طب اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے جنگ میں زندہ بچنے والے بیمار فوجیوں کا علاج کر سکیں گے لیکن اسے بدترین ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ بیمار فوجیوں کا علاج کرنے والی کمیٹیوں نے بتایا کہ گزشتہ سال افغانستان اور عراق سے واپس آنے والے دو ہزار پانچ سو فوجی اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ ۲۰۰۸ء کے آخر تک مختلف بیماریوں اور امراض کا شکار فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچنے کا قوی امکان ہے۔ امریکی حکومت نے ان کے علاج معالجہ کے لئے ۶۵۰ ارب ڈالر کے خطیر اخراجات کا اندازہ لگایا ہے۔ امریکی فوج کے نگرانوں نے بتایا کہ عراق، افغانستان سے واپس آنے والے فوجیوں میں ''دماغی بیماری'' کی وبا پھیل چکی ہے۔ ان فوجی اور آرمی نیشنل کے اہلکاروں میں سے ۳۸ فیصد دماغی اور نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں۔ فوجیوں کی ذہنی بیماریوں کی نوعیت معلوم کرنا ایک بڑا مشکل عمل ہے جبکہ ان کا علاج اس سے بھی مشکل کام ہے۔ یہ بیمار فوجی نسیان کے مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ان کے چلنے پھرنے کا طریقہ بتاتا ہے وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔ اکثر بولنے کی صلاحیت بھی کھو بیٹھے ہیں۔ دماغی بیماروں کے علاج کرنے والے مراکز کے مطابق رواں سال عراق اور افغانستان سے واپس آنے والے چار ہزار دو سو فوجی دماغی بیماری کے علاج کے لئے مختلف فوجی اسپتالوں میں داخل کئے گئے۔ ہزاروں دیگر غیر رجسٹرڈ فوجی بھی دماغی امراض کا شکار ہیں۔ سروے کے مطابق میدانِ جنگ سے واپس آنے والے ہر پانچ فوجیوں میں سے ایک فوجی دماغی امراض کا شکار ہے اور اس

کی وجہ ڈاکٹروں نے زوردار دھماکوں سے قریب ہونا بتائی ہے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق عراق اور افغانستان سے واپس آنے والے فوجی اور معاون دستوں میں سے ۲۲ ہزار اہلکار دہشت و خوف میں مبتلا ہیں ہر پانچ فوجیوں میں سے چار اہلکار ایسے ہیں جنہیں قتل کرنے کے احکامات ملے تھے۔ ان کی نگاہوں کے سامنے ان کے ساتھی مارے گئے یا زخمی ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان بیماریوں کے باعث ان فوجیوں کے اپنے گھر والوں اور دوست احباب کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور بداخلاقیوں کی شرح صف اوّل کے فوجیوں میں ۳٫۵ فیصد سے ۱۴ رفیصد تک بڑھ گئی ہے۔ جبکہ معاون دستوں میں ۴ سے ۲۱ فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق فوجی کیمپوں میں طبی سہولیات ناکافی ہونے کی وجہ سے ۵۰ فید بیمار فوجیوں کا علاج نہیں ہوسکا ہے اور کثیر تعداد میں بیمار فوجیوں کے علاج معالجہ کے اخراجات ان کے گھر والوں نے خود اٹھائے ہیں۔ ان امریکی فوجی اہلکاروں میں سے اکثریت غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۲۰۰۶ء میں جنگ سے لوٹنے والے ایک لاکھ ۹۴ ہزار ۲ سو ۵۴ فوجی اہلکار بے گھر ہونے کی وجہ سے سڑکوں پر زندگی گزار رہے ہیں۔ ۲۰۰۷ء کے ایک سروے رپورٹ کے مطابق فٹ پاتھوں پر زندگی گزارنے والوں میں سے ہر ۳ رافراد میں ایک فوجی ہے، جو میدانِ جنگ سے واپس آیا ہوا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے امریکی حکومت نے ۱۵ ہزار مکانات اور رفاہی اداروں نے ۸ ہزار گھر ان فوجیوں کے لئے فراہم کئے ہیں۔ لیکن اب بھی ہزاروں فوجی غربت کی وجہ سے گھٹیا حرکتیں کرنے پر مجبور ہیں۔ امریکی عدالت کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق ۷ ملین قیدیوں میں سے ۱۲ فیصد وہ فوجی ہیں جو میدان جنگ میں تعینات رہے ہیں اور ان قیدی فوجیوں میں سے ہر پانچ میں سے ۴ فوجی منشیات نوشی میں مبتلا ہیں۔ امریکی وزیر طب وصحت نے بتایا کہ عراق اور افغانستان سے واپس آنے والے فوجیوں کی نفسیاتی بیماری ان کے گھر والوں پر اثر انداز ہوگئی ہے۔ چنانچہ ان کے بچوں میں بھی خودکشی کا رجحان روز بہ روز بڑھ رہا ہے۔

امریکی میڈیا کا کہنا ہے کہ ۲۰۰۷ء میں عراق اور افغانستان سے واپس آنے والے ۱۲۱

فوجی خودکشی کر چکے ہیں۔۲۰۰۶ء سے اب تک امریکی فوجیوں میں خودکشی کی شرح ۲۰ فیصد بڑھ گئی ہے۔۲۰۰۷ء میں ۲ ہزار ایک سو فوجیوں نے خودکشی کی کوشش کی لیکن انہیں ''انسداد خودکشی تنظیم'' نے بچالیا۔ یہ فوجی جب عراق اور افغانستان سے واپس اپنے وطن اور گھر پہنچتے ہیں تو بعض اوقات عجیب وغریب مناظر پیش آتے ہیں۔کوئی استعفیٰ دیتا ہے تو کوئی ہمیشہ کے لئے باغی بن جاتا ہے۔ کوئی بقیہ زندگی اپنے گھر کی چاردیواری تک محدود رہتا ہے تو کوئی امریکی انتظامیہ کے خلاف این جی اوز میں شامل ہوکر افغانوں کا ہمدرد بن جاتا ہے۔

حال ہی میں تمام اخبارات میں تصویر چھپی ہے امریکی ریاست کیلی فورنیا میں عراق سے واپس آنے والے ایک سارجنٹ ''اسٹیورڈک'' اپنی بیوی بچوں سے لپٹا زاروقطار رورہا ہے اور زبان سے حال کہہ رہا ہے:

''خدا کسی کو اس جہنم میں لے نہ جائے''۔

ان کے اہل خانہ بھی کہہ رہے ہیں:

''ہم آئندہ کسی قیمت پر عراق وافغانستان نہ بھیجیں گے''

دوسری تصویر میں افغانستان سے لوٹنے والا ایک فوجی احتجاجی مظاہرہ میں شامل ہے۔ اس نے ہاتھ میں پلے کارڈ اٹھا رکھا ہے، جس پر تحریر ہے:

''بش اب تک کا بدترین صدر ہے۔''

ایک اور تصویر میں نیٹو کے فوجی افغانستان پہنچنے پر پریشان نظر آرہے ہیں۔بعض انتہائی غم زدہ ہیں، ایک اور تصویر میں فرانسیسی سپاہی اپنے ساتھیوں کی میتیں وطن پہنچنے پر بے اختیار رورہا ہے اور افغانستان جانے سے صاف صاف انکار کررہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ۲۷ویں بٹالین کے فرانسیسی سپاہیوں نے افغانستان جانے سے انکار کردیا ہے۔ پولینڈ عراق میں تعینات اپنے ۹۰۰ سے زائد فوجیوں کو واپس بلانے کے منصوبے کا باقاعدہ اعلان کرچکا ہے۔افغانستان و عراق میں تعینات سامراجی افواج منصوبہ کے تحت ان فوجیوں کو واپس بلانا شروع ہوجائیں گے۔

افغانستان میں تعینات برطانوی فوج کے کمانڈر ''بریگیڈیئر مارک چارلٹن اسمتھ'' نے برملا اعتراف کیا ہے کہ امریکی و اتحادی افواج فیصلہ کن کامیابی حاصل نہیں کرسکتیں۔ لگتا ہے فتح ہمارے مقدر میں نہیں ہے'' یہ ہیں دنیا کی بہترین فوج اور تین درجن سے زائد اتحادیوں کے سرغنہ سپر طاقت کے حالات۔ یہ ہے اللہ کی پکڑ ان لوگوں پر جنہوں نے عراق، افغانستان میں لاکھوں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی، بے گناہ بچے، بچیاں اور بوڑھے، مرد وخواتین کی لاشوں کا میلہ سجایا۔ ابوغریب، بگرام اور گوانتاناموبے میں بے گناہ قیدیوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے۔ کئی سال تک پاکستانی خاتون ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا۔......

لیکن اب لگتا ہے جو آگ امریکہ نے عراق، افغانستان میں سلگائی تھی وہی آگ دوسری نوعیت میں خود امریکی فوجیوں میں بھڑک اٹھی ہے۔ جب ہم امریکہ کو اندرونی طور پر بوکھلاہٹ کا شکار دیکھتے ہیں تو ہم پر قرآن کریم کی سورہ حشر کی یہ آیت مزید واضح ہو جاتی ہے:

''کفار اور منافقین کا گمان ہے کہ ان کے قلعے اور مضبوط عمارتیں انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی جگہ سے پکڑ لیا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔'' (القرآن، سورۂ حشر)

جب میدانِ جنگ سے اپنی مضبوط عمارتوں میں واپس لوٹتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو جسمانی، دماغی، نفسیاتی اور طرح طرح کے امراض اور بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر ان بیماریوں کی وجہ سے موت انہیں نصیب نہیں ہوتی تو وہ خودکشی کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ مظلوموں اور بے گناہوں کی ان آہوں کا نتیجہ ہے۔ (۱۰، اکتوبر جنگ کراچی)

مغرب طالبان سے مذاکرات پر تیار ہمیں جنگ کی تلقین کیوں؟

ثروت جمال اصمعی

''بادشاہتوں کا قبرستان'' کہلانے والا افغانستان ایک بار پھر اپنی تاریخ دہرا رہا ہے۔ سات سال پہلے اس جری اور غیور قوم کو غلام بنانے کی آرزو لے کر اس پر یلغار کرنے والی

استعماری طاقتیں پکار اٹھی ہیں کہ یہ لوہے کے چنے چبائے نہیں جاسکتے۔ برطانوی کمانڈر اور سفیر سے لے کر، امریکی وزیر دفاع، اقوام متحدہ کے مندوب، وائٹ ہاؤس کے ترجمان اور ڈنمارک کے وزیر خارجہ تک سب کہہ رہے ہیں کہ اس جنگ میں فتح ناممکن ہے اور اب طالبان سے بات چیت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور یکے بعد دیگرے سب ہی چیخ اٹھے ہیں۔ اس سلسلے کا آغاز افغانستان میں برطانوی سفیر شیررڈ کوپر کولز کے ایک فرنچ ڈپلومیٹک ٹیلی گرام میں مذکورہ تبصرے سے ہوا، جو فرانس کے تحقیقی ہفت روزہ جریدے le Canend Encianice کے ہاتھ لگ جانے کی بناء پر منظر عام پر آ گیا۔ دو صفحات پر مشتمل یہ ٹیلی گرام دو دسمبر کو کابل میں مقیم فرانس کے نائب سفیر Aranpcis Fition نے اپنی حکومت کو بھیجا تھا۔ نیویارک ٹائمز نے چار اکتوبر کو اس کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع کی۔ اخبار کے مطابق اس تبصرے میں برطانوی سفیر نے کہا کہ:

> ''افغانستان میں مزید فوج بھیجنے سے صورت حال بہتر ہونے کے بجائے اور خراب ہو جائے گی۔'' اور یہ کہ: ''افغانستان میں موجود نیٹو افواج، پارٹ آف دی پرابلم ہیں، پارٹ آف دی سلوشن نہیں۔''
>
> برطانوی سفیر نے اپنے تبصرے میں مزید کہا:
>
> ''موجودہ صورت حال خراب ہے۔ سیکیوریٹی کی کیفیت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ یہی حال کرپشن کا ہے۔ حکومت پر اعتبار بالکل ختم ہو چکا ہے۔ کرپشن کی موجودگی، بالخصوص اس کی فوجی موجودگی، مسئلہ کا حصہ ہے، اس کا حل نہیں۔ بیرونی افواج ایک ایسی حکوت کی زندگی کا باعث ہیں جوان کے بغیر تیزی سے زمین بوس ہو جائے گی۔ اب تک وہ محض اس بحران کی رفتار کو کم کرنے اور پیچیدہ بنانے کا کام کر رہی ہیں، جسے امکانی طور پر ظہور میں آنا ہے۔ امریکہ کے صدارتی امیدواروں کو افغانستان کی

دلدل میں مزید دھنستے چلے جانے سے لازماً باز رکھا جانا چاہئے۔اس کے (مزید فوج بھیجنے کے) نتائج الٹے ہوں گے۔اس کے نتیجے میں قابض طاقت کی حیثیت سے ہماری شناخت مزید پختہ ہوگی اور مزاحمت کاروں کا ہم اور بھی زیادہ ہدف بنیں گے۔ہمیں (امریکیوں کو) بتادینا چاہئے کہ ہم شکست کی نہیں، فتح کی حکمت عملی کا حصہ بننا چاہتے ہیں''

اس تبصرہ میں برطانوی سفیر نے افغانستان کے مسئلے کا حل ایک قابل قبول ڈکٹیٹر شپ کا قیام تجویز کیا ہے۔

برطانوی سفیر کا یہ تبصرہ تو خفیہ تھا جو ایک اخبار کی سراغ رسانی کے سبب سامنے آ گیا۔مگر افغانستان میں برطانوی فوج کے اس مہینے سبکدوش ہونے والے کمانڈر بریگیڈیئر مارک کارلٹن اسمتھ نے تو علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ ''ہم طالبان کو شکست نہیں دے سکتے''۔لندن ٹائز نے چھ اکتوبر کو اپنے آن لائن ایڈیشن میں شائع ہونے والے ان کے انٹرویو کی یہی سرخی لگائی ہے۔اخبار کے مطابق برطانوی کمانڈر سمجھتے ہیں کہ ''طالبان کو کبھی شکست نہیں دی جاسکے گی'' ("Taliban will never be defeted")

لندن ٹائمز کے مطابق بریگیڈیئر اسمتھ نے طالبان کے ساتھ سیاسی سمجھوتے کے لئے بات چیت کی ضرورت کا اظہار کیا۔افغان مزاحمت کے ہاتھوں بھاری نقصان اٹھانے والے برطانوی افواج کے کمانڈر نے مزید کہا کہ: ''طالبان کے مقابلے میں فوجی فتح نہ تو قابل عمل ہے نہ قابل تائید۔'' اس مہینے کی چھ تاریخ کو کابل میں اقوام متحدہ کے سفیر Kai Edidi نے میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ''ہم سب جانتے ہیں کہ ہم فوج کے ذریعے سے جنگ نہیں جیت سکتے۔یہ جنگ سیاسی ذرائع سے جیتنا ہوگی۔'' اس سے پہلے امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس ایسے ''قابل مفاہمت باغیوں'' سے بات چیت پر آمادگی ظاہر کر چکے ہیں، جنہیں القاعدہ سے تعلق توڑنے امریکی اور نیٹو افواج سے جنگ ختم کر کے مستقبل کی افغان حکومت میں شمولیت پر راضی کیا

جا سکے۔ امریکی وزیر دفاع نے اس سلسلے میں سعودی عرب کی مبینہ کوششوں کی تائید کا اعلان بھی کیا ہے۔ سی این این کے مطابق سعودی فرماں روا شاہ عبداللہ کی خصوصی کوششوں سے یہ بات چیت مکہ مکرمہ میں رمضان کے آخری عشرے میں ہوئی اور چار دن جاری رہی۔ اس میں طالبان کے گیارہ گلبدین حکمت یار کی جانب سے ایک کرزئی حکومت کے دو نمائندے شریک تھے۔ ایک رپورٹ کے مطابق طالبان کو بات چیت پر تیار کرنے میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم اور مسلم لیگ ن کے سربراہ میاں محمد نواز شریف نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے، جو سعودی عرب میں دو ہفتے قیام کے بعد حال ہی میں وطن واپس آئے ہیں۔

عین ان ہی دنوں حامد کرزئی نے ٹی وی پر خطاب میں بتایا کہ وہ شاہ عبداللہ کو دو سال سے خط لکھ کر اس جانب متوجہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ عالم اسلام کے لیڈر کی حیثیت سے وہ افغانستان میں قیام امن کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور اس مقصد کے لئے طالبان کے ساتھ افغان حکومت کی بات چیت کا بندوبست کرائیں۔ انہوں نے اپنی اس کوشش کے بار آور ہونے کے بارے میں امید کا اظہار بھی کیا۔ اسی خطاب میں صدر کرزئی نے طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر سمیت تمام طالبان رہنماؤں کو ''اپنے ملک واپس آنے'' کی دعوت بھی دی۔ طالبان کی جانب سے اگرچہ سعودی عرب میں کسی باقاعدہ مذاکراتی عمل میں شرکت سے انکار کیا گیا ہے مگر گمان کیا جاتا ہے کہ وہ اس عمل میں غیر رسمی طور پر شریک رہے ہیں۔ ایشیاء ٹائمز آن لائن کی آٹھ اکتوبر کی ایک رپورٹ کے مطابق ''اگر کوئی درمیانی راستہ تلاش کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو افغانستان میں آئندہ سال ہونے والے انتخابات نیٹو کے بجائے اسلامی ملکوں کی امن افواج کے زیر اہتمام کروائے جا سکتے ہیں۔ اس کے باوجود طالبان قیادت انتہائی ہوشمندی سے کام لے رہی ہے اور یہ مشکل ہے کہ انہوں نے جنگ کے میدان میں جو کچھ حاصل کیا ہے، مغربی شاطر مذاکرات کی میز پر انہیں اس سے محروم کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ چنانچہ ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے مطابق ملا محمد عمر نے اپنے پیغام عید میں افغانستان کی سرکاری فوج کو چور، اسمگلر اور جرائم

پیشہ قرار دیتے ہوئے اپنے وطن سے غیر ملکی افواج کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔ طالبان کی جانب سے کسی بھی مفاہمت کے لئے غاصب افواج کی واپسی لازمی شرط رہی ہے اور امید یہی ہے کہ یہ شرط افواج کی عملاً واپسی تک برقرار رہے گی۔ تاریخ گواہ ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی سامراجی طاقت عوامی مزاحمت کے سامنے کبھی نہیں ٹھہر سکی جبکہ افغانستان کو تو مورخ کے قلم نے ''بادشاہوں کا قبرستان'' لکھا ہے۔ کل یہاں ایک سپر طاقت جس ذلت انگیز انجام سے دوچار ہوئی تھی، آج دوسری سپر طاقت اپنے اتحادیوں سمیت وہاں پہنچ چکی ہے۔

انشاءاللہ وہ دن جلد آئے گا جب سویت فوجوں کی طرح امریکی اور نیٹو افواج بھی افغانستان سے بصد سامان رسوائی رخصت ہوں گی۔ تمام آثار بتاتے ہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے مذاکرات کی کوششیں بنیادی طور پر واپسی کے کسی محفوظ راستے کی تلاش کے لئے ہیں۔ جنگ میں ناکامی کے بعد وہ مذاکرات کی میز پر معاملات طے کر کے کسی قدر عزت سے جانے کے لئے کوشاں ہیں۔ شاید اسی لئے ہم سے ان کا مطالبہ ہے کہ ہم طالبان سے بات چیت کے بجائے زیادہ سے زیادہ جارحانہ انداز میں جنگ کریں تاکہ وہ ہمیں الجھا کر خود واپسی کا محفوظ راستہ پا سکیں۔ پاکستانی قوم کو اس جال میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہئے اور حکومت پاکستان کو فاٹا میں جاری فوجی آپریشن بلا تاخیر بند کر کے امریکی استعمار کے خلاف مزاحمت کرنے والی قوتوں سے بات چیت کے ذریعہ معاملات طے کرنے چاہئیں۔ (جنگ کراچی)

طالبان کا مروجہ تصور: حامد میر

سترہ سالہ دانیال کے ایک انکار نے اسلام آباد کی اشرافیہ کو حیران نہیں بلکہ پریشان کردیا۔ انکار کا یہ واقعہ پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کے ڈرامہ ہال میں پیش آیا جہاں وفاقی دارالحکومت کے ایک معروف انگریزی میڈیم اسکول کی تقریب تقسیم انعامات جاری تھی۔ رمضان المبارک کے باعث یہ تقریب صبح دس بجے کے درمیان منعقد کی گئی اور اتوار کا دن ہونے کے باعث ڈرامہ ہال طلبا وطالبات کے والدین سے بھرا ہوا تھا۔ ان والدین میں شہر کے معروف لوگ

شامل تھے۔ اس تقریب پر مغربی ماحول اور مغربی موسیقی غالب تھی، جس میں حیرانگی کی کوئی بات نہ تھی تقریب کی تمام کاروائی انگریزی میں ہو رہی تھی اور انگریزی زبان جہاں بھی جاتی ہے اپنی تہذیب کو ساتھ لے کر جاتی ہے۔ اس دوران اسکول کی طالبات نے جنید جمشید کے ایک پرانے گیت پر رقص پیش کیا۔ یہ گیت ایک سانولی سلونی محبوبہ کے بارے میں تھا جو شہر کے لڑکوں کو اپنا دیوانہ بنالیتی ہے۔ نوعمر طالبات نے اس گیت پر دیوانہ وار رقص کیا۔ حاضرین میں موجود کئی طلباء نے اپنے والدین کی موجودگی کی پروانہ کرتے ہوئے محو رقص طالبات کو چیخ چیخ کر داد دی۔

اس رقص کے بعد اسٹیج سے او لیول اور اے لیول کے امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے نام پکارے جانے لگے۔ گولڈ میڈل حاصل کرنے والی بعض طالبات اسکارف اور برقعے میں ملبوس تھیں۔ ایک طالب علم ایسا بھی تھا جس کے چہرے پر نئی نئی داڑھی آئی تھی اور جب پرنسپل صاحبہ نے اس کے گلے میں گولڈ میڈل ڈال کر اس کے ساتھ ہاتھ ملانا چاہا تو دبلے پتلے طالب علم نے نظریں جھکا کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ پرنسپل صاحبہ نے پوچھا کہ کیا تم ہاتھ نہیں ملانا چاہتے؟ طالب علم نے نفی میں سر ہلایا اور اسٹیج سے نیچے اتر آیا۔ پھر دانیال کا نام پکارا گیا جو اے لیول مکمل کرنے کے بعد ایک امریکی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے اور صرف گولڈ میڈل حاصل کرنے اپنے پرانے اسکول کی تقریب میں بلایا گیا تھا۔ وہ گولڈ میڈل وصول کرنے کے لئے پرنسپل صاحبہ کی طرف نہیں گیا بلکہ ڈائس پر جا کھڑا ہوا اور مائیک تھام کر کہنے لگا کہ وہ اپنے اسکول کی انتظامیہ کا بہت شکر گزار ہے کہ اسے گولڈ میڈل کے لئے نامزد کیا گیا، لیکن اسے افسوس ہے کہ مذکوہ تقریب میں اسکول کی طالبات نے رمضان المبارک کے تقدس کا خیال نہیں کیا اور واہیات گیت پر رقص پیش کیا۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں کے ملک میں رمضان المبارک کے تقدس کی پامالی کے خلاف بطور احتجاج وہ گولڈ میڈل وصول نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ اسٹیج سے اتر آیا اور ہال میں ہڑبونگ مچ گئی۔ کچھ والدین اور طلبا تالیاں بجا کر دانیال کی حمایت کر رہے تھے اور کچھ حاضرین غصے میں پاگل ہو کر اس نوجوان کو انگریزی زبان میں برا بھلا کہہ رہے تھے۔ بوائے کٹ

بالوں والی ایک خاتون اپنی نشست سے کھڑی ہوکر زور زور سے چیخیں، ''گیٹ آؤٹ طالبان، گیٹ آؤٹ طالبان''۔

ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دانیال کے مخالفین حاوی ہیں کیونکہ وہ بہت زیادہ شور کر رہے تھے۔لیکن یہ ہڑبونگ وفاقی دارالحکومت کی اشرافیہ میں ایک واضح تقسیم کا پتہ دے رہی تھی۔یہ تقسیم لبرل عناصر اور بنیاد پرست اسلام پسندوں کے درمیان تھی۔پرنسپل صاحبہ نے خود مائیک سنبھال کر صورتحال پر قابو پایا اور تھوڑی دیر کے بعد ہوشیاری سے ایک خاتون دانشور کو اسٹیج پر بلالیا اور خاتون نے اپنی گرجدار آواز میں دانیال کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ تم نے جو کچھ بھی کیا وہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی تعلیمات کے خلاف تھا کیونکہ بانی پاکستان رواداری کے علمبردار تھے۔ پچھلی نشستوں پر براجمان ایک اسکارف والی طالبہ بولی کہ بانی پاکستان نے یہ کب کہا تھا کہ مسلمان بچیاں رمضان المبارک میں اپنے والدین کے سامنے سانولی سلونی محبوبہ بن کر ڈانس کریں؟ ایک دفعہ پھر ہال میں شور بلند ہوا اور اس مرتبہ بنیاد پرست حاوی تھے۔لہٰذا پرنسپل صاحبہ نے مائیک سنبھالا او کہا کہ طالبات کے رقص سے اگر کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو وہ معذرت خواہ ہیں۔اس واقعے نے اسلام آباد میں ایک مغربی سفارت خانہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا۔سفارت خانے نے فوری طور پر ایک ماہر تعلیم کی خدمات حاصل کیں اور اسے کہا کہ کیا وہ اسلام آباد کے پانچ معروف انگریزی میڈیم اسکولوں میں اولیول اور اے لیول کے ایک سو طلباو طالبات سے امریکی پالیسیوں، طالبان اور اسلام کے بارے میں رائے معلوم کریں۔اس سروے کے حتمی نتائج ابھی مرتب نہیں ہوئے، لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ اولیول اور اے لیول کے طلباو طالبات کی ایک بڑی اکثریت امریکہ اور طالبان دونوں سے نالاں ہے، لیکن امریکہ کو بڑا دہشت گرد سمجھتی ہے۔سروے کے دوران بعض طلبا نے ''خطرناک حد تک'' طالبان کی حمایت کی اور کہا کہ طالبان دراصل امریکہ اور پاکستان حکومت کے ظلم اور بمباری کا ردعمل ہیں اور انہیں دہشت گرد قرار نہیں دیا جاسکتا، تاہم ایسے طلباء دس فیصد سے بھی کم تھے۔اس سروے سے مغرب کو کم از کم

یہ پتہ ضرور چل جائے گا کہ اسلام آباد کے انگریزی میڈیم اسکولوں میں طالبان کے دس فیصد حامی موجود ہیں۔ یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ طالبان صرف دینی مدارس میں پیدا نہیں ہوتے بلکہ وقت اور حالات انگریزی میڈیم طالبان بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

ذرا سوچیے! ان دس فصد میں سے ایک یا دو فیصد طلبا وہی راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیں جو طالبان نے اختیار کر رکھا ہے تو ذمہ دار کون ہوگا؟ ذرا سوچیے! پاکستان کے قبائلی علاقوں میں آئے روز امریکی بمباری سے بے گناہ عورتوں اور بچوں کی ہلاکت پر آپ اور میں بے چین ہو جاتے ہیں تو کیا ہمارے پندرہ سولہ سال کے بچے بے چین نہ ہوتے ہوں گے؟ امریکہ میزائل حملوں نے نئی نسل میں یہ تاثر عام کیا ہے کہ پاکستان کو امریکہ کی ریاستی دہشت گردی کا سامنا ہے اور پاکستان کی حکومت اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ تاثر امریکہ مخالف جذبات کو تیزی سے بھڑکا رہا ہے اور اگر حکومت صورت حال کو سنبھال نہ سکی تو بہت جلد پاکستان میں ایک ایسی امریکہ مخالف عوامی تحریک جنم لے سکتی ہے۔ جس کو نہ تو نئی حکومت روک سکے گی اور نہ ہی فوج روک سکے گی۔

ہماری حکومت کو تذبذب اور گومگو کی کیفیت سے نکلنا ہوگا۔ جب قبائلی علاقوں میں طالبان حکومت کی رِٹ تسلیم نہیں کرتے تو ہماری فوج ان پر ٹینک چڑھا دیتی ہے لیکن جب امریکی طیارے ہماری قومی خودمختاری کا مذاق اڑاتے ہیں تو ہم صرف چند بیانات پر اکتفا کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں آرمی چیف اشفاق پرویز کیانی نے ایک بیان دیا کہ امریکہ کو پاکستان پر مزید حملوں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس بیان پر انہوں نے خوب داد وصول کی۔ قوم کا خیال تھا کہ قبائلی علاقوں میں تعینات ایک لاکھ فوج امریکیوں کو دوبارہ پاکستان میں نہیں گھسنے دے گی لیکن اگلے ہی دن شمالی وزیرستان میں ایک اور حملہ ہو گیا جس میں ایک دفعہ پھر عورتیں اور بچے مارے گئے۔

اس حملے کے بعد ہمارے وزیراعظم صاحب نے فرمایا کہ امریکہ کے ساتھ جنگ نہیں ہوسکتی۔ ایک ایٹمی طاقت کے وزیراعظم کا بیان پڑھ کر میرا سر شرم سے جھک گیا۔ آپ امریکہ سے

نہیں لڑ سکتے تو نہ لڑیں لیکن کم از کم امریکی فوج کے لئے پاکستان کے راستے سے جانے والی سپلائی تو بند کردیں۔امریکی طیاروں کو پاکستان کے راستے سے ایندھن جاتا ہے اور یہ ایندھن پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔امریکہ کی لڑائی اب طالبان اور القاعدہ کے خلاف نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف ہے۔پاکستانی ریاست نے امریکی دہشت گردی کے خلاف کمزوری دکھائی تو پاکستان کے بڑے شہروں میں شدت پسندی کی لہر ابھر سکتی ہے جو جمہوری اداروں اور سیاسی جماعتوں کو کمزور کردے گی۔نئی جمہوری حکومت امریکی دہشت گردی کے خلاف عوامی جذبات کی ترجمانی کرے، مشتعل جذبات نے عوامی تحریک کی شکل اختیار کرلی تو حکومت کے پاس کچھ نہ بچے گا اور ''گیٹ آؤٹ طالبان'' کہنے والے اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں طالبان سے بچتے پھریں گے۔(جنگ کراچی ۸۔۹۔۱۵)

طالبان کے سربراہ ملا عمر سے مذاکرات کے لئے تیار ہوں: حامد کرزئی صدر افغانستان

افغان صدر حامد کرزئی نے کہا ہے کہ ملا عمر جہاں چاہیں مذاکرات کے لئے تیار ہوں اورانہیں ہر قسم کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہوں، اگر مغربی ممالک اس سے اتفاق نہیں کرتے تو مجھے ہٹا دیں، یا ملک چھوڑ کر چلے جائیں، افغانستان میں قیام امن کی قیمت پر مجھے ہٹایا گیا تو خوشی ہوگی، طالبان مذاکرات چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو پرامن ثابت کریں، پاکستان سے تعلقات کی بہتری میں شاہ عبداللہ نے اہم کردار ادا کیا ملک سے رشوت اور بدعنوانی کے خاتمے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔کابل میں نیوز کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امن بات چیت کے لئے ملا عمر جب بھی تیار ہوں گے وہ ان کو تحفظ کی مکمل ضمانت دیں گے، حامد کرزئی نے کہا کہ اگر انہوں نے سنا کہ ملا عمر ملک میں آنا چاہتے ہیں یا امن مذکرات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بحیثیت صدر جس حد تک جاسکے ملا عمر کی حفاظت کے لئے جائیں گے۔انہوں نے کہا کہ اگر مغربی اتحادی اس سے اتفاق نہیں کرتے تو انہیں دو باتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا یا تو انہیں مجھے صدارت سے ہٹانا ہوگا یا پھر اتحادی ملک چھوڑ کر نکل جائیں۔حامد کرزئی نے کہا کہ اگر افغانستان میں قیام

امن کی قیمت پر انہیں ہٹایا گیا تو وہ اس فیصلے پر خوش ہوں گے۔ حامد کرزئی نے کہا کہ ابھی وہ طالبان سے مذاکرات کے مرحلے میں نہیں ہیں، اگر طالبان کی طرف سے مذاکرات کی خواہش کا اظہار کیا گیا تو انہیں ثابت کرنا ہوگا کہ وہ واقعی ملک میں امن چاہتے ہیں؟ دریں اثناء اے پی پی کے مطابق ایک انٹرویو میں افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے کہا ہے کہ پاکستان کے ساتھ ہمارے بہترین تعلقات قائم ہیں اور اس میں مزید بہتری آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ ہمارے تعلقات ماضی کے مقابلے میں بہت اچھے ہیں، انہوں نے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کے فروغ کے لئے فرماں روا شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ سعودی فرماں روا نے پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات کی بہتری کے لئے کوششیں کی ہیں۔ افغان صدر نے حکومتی سطح پر کرپشن کے سوال پر بتایا کہ ان کی حکومت رشوت اور بدعنوانی کے خاتمے کے لئے اقدامات کر رہی ہے، تاہم انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے بین الاقوامی برادری کو کرپشن کے خاتمے کے لئے بھی کام کرنا ہوگا، انہوں نے کہا کہ کئی امور پر اختلافات اور ناکامیوں کے باوجود صدر بش ان کے بہترین دوست ہیں۔ افغانستان میں غیر ملکی افواج کی تعداد میں اضافے کے سوال پر صدر حامد کرزئی نے کہا کہ اصل مسئلہ افواج میں اضافے کا نہیں بلکہ صحیح حکمت عملی اختیار کرنے کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں قیام امن واستحکام اور ترقی کے لئے عالمی برادری کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، اس کے ساتھ ساتھ افغانستان میں تعمیر نو و بحالی کے عمل کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ (۱۷ رنومبر جنگ کراچی)

امریکی عدالتی احاطے میں حجاب اتارنے سے انکار پر مسلم خاتون کو دس دن قید کی

سزا: امریکہ میں حجاب اتارنے سے انکار کرنے والی ایک مسلم خاتون کو قید کی سزا سنادی گئی۔ تفصیلات کے مطابق اٹلانٹا کے مغربی مضافاتی علاقے ڈوگلس وے میں ایک ۴۰ سالہ مسلم خاتون لیزا ویلنغائن کو احاطہ عدالت میں حجاب اتارنے سے انکار پر گرفتار کرلیا گیا۔ بعد میں جج نے انہیں توہین عدالت پر دس دن قید کی سزا سنادی۔ پولیس کا موقف ہے کہ عدالت کے احاطہ میں نقاب

پہننے کی ممانعت ہے۔ جارجیا کے اٹارنی جنرل تھربرٹ بیکر کی ترجمان کیلی جیکسن کا بھی کہنا ہے کہ ریاستی قوانین کے تحت احاطہ عدالت میں خواتین کے حجاب اوڑھنے پر پابندی ہے، جبکہ دوسری جانب مسلم خاتون لیزا کا کہنا ہے کہ حجاب اتارنے کا مطالبہ کر کے انہیں ان کے بنیادی انسانی اور شہری حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم واشنگٹن میں قائم امریکن اسلامک رابطہ کونسل کی مداخلت پر چند گھنٹے بعد خاتون کو رہا کر دیا گیا۔

سینئر صوبائی وزیر تعلیم کا کالج اساتذہ کو اپ گریڈ کرنے کا اعلان

انجمن اساتذہ کی جانب سے خیر مقدم و اظہار تشکر: صوبائی محکمہ تعلیم نے جامعات کی طرح کالجز کے اساتذہ کے گریڈ بڑھانے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں، سینئر صوبائی وزیر تعلیم پیر مظہر الحق نے ''جنگ اخبار'' کو بتایا کہ عوامی حکومت اساتذہ کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ کالج اساتذہ کو یونیورسٹی اساتذہ کی طرح اپ گریڈ کیا جا رہا ہے کیونکہ جامعہ کے اساتذہ ماسٹرز اور ڈگری کی کلاسیں لیتے ہیں، لہٰذا اس بنیاد پر انہیں اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے تو پھر ہم اپنے کالجز کے اساتذہ کو کیوں پیچھے رکھیں۔ اس حوالے سے حکام کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اساتذہ کو اپ گریڈیشن کے بعد ہونے والے اخراجات کا تخمینہ لگائیں، جس کے فوری بعد سمری کو وزیر اعلیٰ سندھ کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ پیر مظہر الحق نے کہا کہ ہم سندھ کے اساتذہ کے جائز مسائل سنیارٹی، پروموشن اور دیگر تمام مسائل حل کر دیں گے۔ واضح رہے کہ اپ گریڈیشن کی صورت میں ۱۷ گریڈ کا لیکچرار ۱۸ گرید، ۱۸ گریڈ کا اسسٹنٹ پروفیسر ۱۹ گریڈ، ۱۹ گریڈ کا ایسوسی ایٹ پروفیسر ۲۰ گریڈ کا اور ۲۰ گریڈ کے پروفیسر کا ۲۱ گریڈ ہوگا۔ واضح رہے دسمبر ۲۰۰۶ء میں تین سال قبل ہائر ایجوکیشن کمیشن کی تجویز پر وفاقی حکومت نے ملک بھر کی سرکاری جامعات کے اساتذہ کا گریڈ بڑھا دیا تھا۔ اس وقت سے انجمن اساتذہ مسلسل اپ گریڈیشن کا مطالبہ کر رہی ہے، قارئین شمارہ ۸ میں بھی یہ مطالبہ، مطالعہ کر چکے ہیں۔ (روزنامہ جنگ ۳ نومبر ۲۰۰۸ء)

سابق وزیر اعلیٰ کے دور میں بھرتی کیے گئے لیکچرر پر عدم اعتماد سیکرٹری تعلیم رضوان میمن: روزنامہ جنگ کراچی کے مطابق سابق دور حکومت میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میرٹ پر منتخب ہونے والے ۱۷ گریڈ کے چھ سو سے زائد کالج لیکچرارز کا مستقبل خطرے سے دوچار ہو گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے ان لیکچرار کی بھرتیوں پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے تمام لیکچرارز کی پوسٹنگ روک دی ہے، چھ سو سے زائد لیکچرارز سابق وزیر اعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم کے دور میں سندھ پبلک سروس کمیشن کے تحت منتخب ہوئے تھے، اسی دوران نئی حکومت آ گئی اور اس نے ان لیکچرارز کو آفر لیٹرز دیے، بیشتر لیکچرارز کو یہ آف لیٹرز مٹھائی کے نام پر رقم لینے کے بعد جاری کیے گئے، جس کے بعد ان لیکچرارز نے میڈیکل کرانے کے بعد پوسٹنگ کے لئے اپنے کاغذات جمع کرائے، سیکرٹری تعلیم نے پوسٹنگ پر رقم لینے کے خدشے کے پیش نظر خود پوسٹنگ آڈر جای کرنے کا فیصلہ کیا اور مضامین کی بنیاد پر پوسٹنگ دینے کا شیڈول جاری کیا، تاہم پہلے روز ہی امیدواروں کو طویل انتظار کرانے کے بعد پوسٹنگ دینے سے روک دیا اور کہا کہ بجٹ کے بعد پوسٹنگ دی جائے گی، مگر بجٹ کے بعد بھی پوسٹنگ نہیں دی گئی، پھر کہا گیا کہ موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے کے بعد مستقل پوسٹنگ کردی جائے گی، مگر ایسا نہیں ہوا اور نیا تعلیمی سال شروع ہونے کے بعد ایک مہینہ سے زیادہ گزر جانے کے بعد وزیر اعلیٰ سندھ نے لیکچراز کی پوسٹنگ سے متعلق محکمہ تعلیم کی بھیجی گئی سمری مسترد کردی، سیکرٹری تعلیم رضوان میمن نے جنگ کو بتایا کہ سابق وزیر اعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم کو اس وقت کی سندھ پبلک سروس کمیشن پر اعتماد نہیں تھا تو وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ یہ سمری کیسے منظور کر سکتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ موجودہ ایگزیکٹو کو سندھ پبلک سروس کمیشن پر اعتراض تھا تو اسی دور میں ہونے والے لیکچرار کی بھرتیوں کو کس طرح صحیح قرار دیا جاسکتا ہے۔ واضح رہے کہ ارباب غلام رحیم کے دور میں سندھ پبلک سروس کمیشن گورنر سندھ کے تحت کام کر رہا تھا، جسے نئی حکومت نے اسمبلی کے ذریعے چند ماہ قبل وزیر اعلیٰ سندھ کے ماتحت کر دیا تھا۔ یاد رہے کہ سندھ کے ۲۴۰ کالجوں میں ۱۱ سو سے زائد لیکچرارز کی اسامیاں کئی سال سے خالی پڑی ہیں،

جس کی وجہ سے سندھ کے کئی کالجوں میں بعض مضامین کی کلاسیں ہو ہی نہیں پاتیں، جبکہ چند کالجوں میں تو ایک مستقل استاذ بھی نہیں ہے اور وہاں کو آپریٹو اساتذہ سے کام چلا جا رہا ہے۔

ایم کیو ایم اساتذہ تنظیموں پر پابندی کا نوٹیفکیشن بھی واپس کرائے: سپلا سندھ

پروفیسرز اینڈ لیکچرز ایسوسی ایشن کراچی کے عہدیداروں اطہر حسین مرزا، محسن رضا بھٹی، افتخار محمد اعظمی، امت سمیع، شمیم بھٹو، غضنفر، آصف زیدی، مظفر رضوی اور ڈاکٹر ارشد نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا بیان طلبہ، اساتذہ اور تعلیم سے گہری وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ رہنماؤں نے الطاف حسین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے تعلیم ادارے بچانا ایک قومی ذمہ داری ہے، جس کو ایم کیو ایم کی قیادت احسن طریقے سے سرانجام دے سکتی ہے، سپلا نے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان کا اس معاملے پر فوری نوٹس لینے کا بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے اپیل کی کہ وہ ایس ایم بی فاطمہ جناح گورنمنٹ گرلز کالج، کراچی جو کہ زندگی ٹرسٹ کے حوالے کیا جا چکا ہے اس کا بھی نوٹس لیں اور اس کا نوٹیفکیشن بھی ختم کروائیں۔ سپلا نے گورنر سے اپیل کی کہ جب اساتذہ تنظیموں پر پابندی کا نوٹیفکیشن جاری ہوا تھا تو سپلا نے اس کے خلاف ہائی کورٹ میں پٹیشن داخل کی تھی جس کا فیصلہ سپلا کے حق میں آیا، جس پر گورنر سندھ نے یہ کہا تھا کہ حکومت سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کا احترام کرے لیکن اس وقت کی ایجوکیشن منسٹر حمیدہ کھوڑو نے کچھ نہیں سنا اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا، جس کا تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ سپلا کے رہنماؤں نے الطاف حسین اور گورنر سندھ سے اپیل کی ہے کہ اساتذہ تنظیموں پر عائد پابندی کا نوٹیفکیشن واپس لیا جائے سیکرٹری تعلیم رضوان میمن اور ڈائریکٹر جنرل کالجز سندھ رفیق صدیقی کو فوری طور پر برطرف کر کے علم دوست اور اساتذہ دوست شخص کو تعینات کیا جائے۔ سپلا کے ان رہنماؤں نے کہا کہ جب تک تمام نوٹیفکیشن واپس نہیں ہوں گے اور سیکرٹری تعلیم اور ڈائریکٹر جنرل کالجز کو برطرف نہیں کیا جائے گا ہماری تحریک جاری رہے گی، سپلا کے رہنماؤں نے کہا کہ پیر کو کراچی کے تمام کالجز میں تمام تدریسی و غیر تدریسی امور کا

بائیکاٹ کیا جائے گا۔ سپلا کی مرکزی باڈی نے ۹ / اکتوبر کو ڈی جے سندھ گورنمنٹ سائنس کالج کراچی میں ہائی پاور کمیٹی کا اجلاس آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے بلا لیا ہے۔

پی ایچ ڈی الاؤنس بند کرنے پر احتجاج: سندھ پروفیسر اینڈ لیکچرار ایسوسی ایشن ضلع سانگھڑ کے صدر پروفیسر ڈاکٹر نظر حسین سکندری نے محکمہ خزانہ سندھ کی جانب سے صوبے میں کالج سائیڈ کے ۴۷ اساتذہ کو ملنے والا ماہانہ (پانچ ہزار) پی ایچ ڈی الاؤنس ختم کر کے رقم واپس کرنے کے حکم پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کالج اساتذہ سے اس قسم کا سلوک کرنے کی تجویز نہ جانے کس نے دی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے شاہ پور چاکر میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اساتذہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے کئی برس سے جدو جہد کرتے رہے ہیں، انہوں نے صوبائی وزیر تعلیم سے مطالبہ کیا کہ اس قسم کے احکامات کا فوری نوٹس لے کر کالج اساتذہ میں پھیلنے والی بے چینی ختم کی جائے۔ ۲۵ نومبر جنگ کراچی

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ ۲۰۰۱ء سے مسلسل یہ مطالبہ کرتی رہی ہے کہ سائنس کی طرح دیگر تمام سبجکٹ کے اساتذہ کو بھی پندرہ سو کی جگہ پانچ ہزار پی ایچ ڈی الاؤنس دیا جائے یہ مسئلہ ہماری کوششوں سے صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھی اٹھایا گیا، بالآخر جولائی ۲۰۰۷ء میں سابقہ وفاقی حکومت نے اس کا نوٹیفکیشن بھی جاری کیا، جس میں کالج اساتذہ کا واضح ذکر موجود تھا، اسی حوالہ سے صوبہ سرحد میں پانچ ہزار کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے اور کالج اساتذہ کو دیا جا رہا ہے، جبکہ سندھ میں برعکس صورت حال ہے۔

اساتذہ کی ۱۳۵۰۰ / اسامیوں پر بھرتی کا آغاز: وزیر اطلاعات سندھ: سندھ کی وزیر اطلاعات شازیہ عطا مری نے کہا ہے کہ سال ۲۰۰۸ء میں سندھ حکومت نے بہت اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ۲۰۰۹ء میں انشاء اللہ ہمیں سندھ کے دیرینہ مطالبے اور پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق کثیر المعیارات والا قومی مالیاتی کمیشن (این ایف سی) ایوارڈ مل جائے گا، ۱۹۹۱ء کے پانی کے معاہدے پر عملدرآمد کے لئے تکنیکی رکاوٹیں دور کی جائیں گی، ضلعی حکومتوں کے بارے میں

بھی اہم فیصلے ہوں گے، محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی مزید ۱۳۵۰۰ر خالی اسامیوں پر بھرتیوں کا آغاز فروری میں ہوگا۔ جبکہ تمام محکموں میں بھرتیوں کا عمل مزید تیز کیا جائے گا۔ (جنگ کراچی، ۳ جنوری ۲۰۰۹ء)

خودکش حملے، ہر ماہ اوسطاً ۸۰ر افراد ہلاک: پاکستان میں جاری ہلاکت آفریں خودکش دھماکوں کی لہر میں ۲۰۰۸ء کے دوران ہر ماہ ۸۰ افراد جاں بحق ہوئے جبکہ گزشتہ برس یہ تعداد ۷۰ر تھی۔ وزارت داخلہ کی طرف سے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۰۸ء کے دوران ۶۶ خودکش حملے ہوئے، جن میں بشمول معصوم شہریوں کے مسلح افواج، آئی ایس آئی اور پولیس اہلکاروں کے کل ۹۶۵ر افراد جاں بحق اور ۲۴۱۲ر زخمی ہوئے۔ گزشتہ برس کے دوران انسانی بموں سے جاں بحق ہونے والے ۹۶۵ر افراد میں سے ۶۵۱ عام شہری جبکہ سکیورٹی اداروں کے اہلکاروں کی تعداد ۱۵۹ر رہی۔ جاں بحق ہونے والوں میں ۱۵۵ر پولیس اہلکار بھی شامل تھے۔ سرکاری ڈیٹا کے مطابق ۲۰۰۸ء کے ۶۶ خودکش دھماکوں میں ہر ماہ اوسطاً ۵۵ر عام شہری، ۱۳ر پولیس اہلکار اور اتنے ہی سیکورٹی اداروں کے اہلکار جاں بحق ہوئے، جبکہ ۲۰۰۷ء میں ۵۶ دھماکوں میں ۱۸۵۱ افراد جاں بحق ہوئے۔ خودکش دھماکوں سے سب سے زیادہ صوبہ سرحد متاثر ہوا۔ جہاں ۳۸ر انسانی بم دھماکے ہوئے، ضلع سوات میں ہونے والے ۱۲ر ایسے واقعات میں ۱۰۰ر افراد جاں بحق ہوئے۔ فاٹا میں ۱۵ر خودکش دھماکے ہوئے، جس میں ۱۰ر اکتوبر ۲۰۰۸ء کا جرگے پر ہونے والا خودکش حملہ بھی شامل ہے۔ جس میں اورکزئی ایجنسی میں ۱۰۰ر افراد مارے گئے۔ پشاور میں ۴ دھماکے ہوئے، جس میں ۱۰۷ر افراد ہلاک ہوئے۔ پنجاب میں ۱۰ر خودکش حملے ہوئے جن میں ۵ صرف لاہور میں ہوئے جن میں ۵۰ افراد مارے گئے۔ ۴ر مارچ ۲۰۰۸ء کو لاہور میں نیول وار کالج پر ہونے والے دو خودکش دھماکوں میں ۱۰ر افراد مارے گئے۔ تاہم لاہور میں ایف آئی اے کے دفتر پر ۱۱ر مارچ کو ہونے والے حملے میں ۳۰ افراد مارے گئے۔ چھوٹے ٹرک پر سوار انسانی بمبار نے ایف آئی اے کے دفتر کے گیٹ کو توڑتے ہوئے اور اہلکار کو کچلتے

ہوئے خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔ دھماکے نے عمارت کو تباہ کر دیا اور تقریباً ایک کلومیٹر کے علاقے میں تباہی مچادی۔ ۲۰۰۸ء کے دوران راولپنڈی، اسلام آباد کے جڑواں شہروں میں ۴ خودکش دھماکے ہوئے، ۲۵ر فروری کو پاک آرمی کے سرجن جنرل لیفٹیننٹ جنرل مشتاق بیگ اور ساتھ دیگر افراد راولپنڈی میں ہونے والے خودکش حملے میں مارے گئے۔ ۲ر جون ۲۰۰۸ء کو ایک خودکش بمبار نے بارود سے بھری گاڑی اسلام آباد میں ڈنمارک کے سفارت خانے کے ویزا اسیکشن کے دروازے سے ٹکرادی، جس کے نتیجے میں ۸ر افراد ہلاک ہوئے۔ ۲۰ر ستمبر کو میریٹ ہوٹل میں ہونے والے پاکستانی تاریخ کے بدترین خودکش حملے میں ۶۰ افراد ہلاک ہوگئے۔ اس حملے میں ۶ سوکلوگرام دھماکا خیز مواد استعمال کیا گیا، جس نے فائیو اسٹار ہوٹل کی وسیع عمارت کے ساتھ ساتھ قریبی عمارتوں کو بھی تباہ کر دیا۔ تجزیہ نگاروں نے اس واقعہ کو پاکستان کا ۱۱/۹ قرار دیا تھا۔ اس واقعہ کی تحقیقات کرنے والوں کے مطابق اصل ہدف پارلیمنٹ کی عمارت تھی جہاں سکیورٹی کوڈز کے برعکس تمام سویلین اور فوجی اشرافیہ جمع تھی۔ لیکن سخت حفاظتی اقدامات کے باعث یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ ۹ر اکتوبر ۲۰۰۸ء کو جب پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں فوجی اور انٹیلی جنس قیادت دہشت گردی کے خلاف متفقہ پالیسی کے لئے بریفنگ دے رہی تھی، ایک خودکش بمبار نے اپنی کار انسداد دہشت گردی سکواڈ کے ہیڈ کوارٹر سے ٹکرادی جس سے ۳ر افراد مارے گئے۔ ۲۰۰۸ء سندھ کے لوگوں کے لئے خوش قسمت ثابت ہوا، کیونکہ وہاں ایک بھی خودکش حملہ نہیں ہوا، جبکہ سب سے بڑے صوبے بلوچستان میں ایک دھماکا ہوا، ۲۳ر ستمبر کو ایک خودکش بمبار نے ایک نوجوان طالبہ کو ہلاک کر دیا۔ خودکش حملوں کی حالیہ لہروں کی تحقیقات کرنے والے حکام کا کہنا ہے کہ جس تیزی کے ساتھ اور علاقائی وسعت کے ساتھ یعنی وزیرستان سے اسلام آباد تک پھیلاؤ سے دھماکے کرنے والوں کی تیاری منصوبہ بندی مہارت اور پاکستان میں پائے جانے والی شدت پسندی کا اظہار ہوتا ہے۔ (جنگ کراچی، یکم جنوری ۲۰۰۹ء)

جامعہ کراچی کلیہ فارمیسی میں مقالے کی چوری پر تحقیقات کا حکم: جامعہ کراچی میں شعبہ

کلیہ فارمیسی کی ایک خاتون پروفیسر کی جانب سے تحریری مقالہ چوری کرنے کا انکشاف ہوا ہے کلیہ فارمیسی کے ڈین نے اس واقعہ کی رپورٹ وائس چانسلر کو کردی ہے، جبکہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس معاملے کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے رپورٹ طلب کرلی ہے، جنگ کو معلوم ہوا ہے کہ خاتون پروفیسر نے اپنے ایک طالب علم کے ساتھ سائنس کے عالمی تحقیقی جریدے میں مضمون شائع کرایا جو کئی برس قبل کسی اور کے نام سے شائع ہوا تھا، کلیہ فارمیسی کے ڈین ڈاکٹر وسیم الدین نے بتایا کہ ہم اس معاملے کی رپورٹ باقاعدہ انتظامیہ کو دے چکے ہیں، مذکورہ خاتون پروفیسر اس وقت حج پر گئی ہوئی ہیں، ان کی واپسی ۲۴ ردسمبر کو ہوگی، جامعہ کراچی کے وائس چانسلر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم نے جنگ کے استفسار پر بتایا کہ جامعہ کراچی، علمی سرقے کو ہرگز برداشت نہیں کرے گی، اس حوالے سے سرقہ کمیٹی کا خصوصی اجلاس بلایا جارہا ہے۔ وائس چانسلر نے شعبہ امتحانات کی جانب سے بلوچستان سے رکن قومی اسمبلی کو جعلی مارکس شیٹ اور ڈگری دینے کے معاملے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ (جنگ، کراچی، ۲۹ دسمبر، ۲۰۰۸ء)

سندھ پروفیسرز اینڈ سبجیکٹ اسپیشلسٹ کے انتخابات : سندھ پروفیسرز اینڈ سبجیکٹ اسپیشلسٹ ایسوسی ایشن کے سالانہ انتخابات کے نتائج کا اعلان کردیا گیا۔ جس کے مطابق صدر پروفیسر ممتاز حسین راجپوت، سینئر نائب صدر پروفیسر نسرین شیخ، نائب صدر عبدالرشید سومرو، جنرل سیکرٹری پرویز اقبال آرائیں، سینئر جوائنٹ سیکرٹری مبین اے قریشی، انفارمیشن سیکرٹری محمد شکیل احمد اور فنانس سیکرٹری رضی الدین کامیاب قرار پائے۔ (جنگ کراچی، ۲۹ ردسمبر ۲۰۰۸ء)

کراچی یونیورسٹی میں بے نظیر بھٹو چیئر کا قیام: یونیورسٹی آف کراچی میں ۱۲ رنومبر ۲۰۰۸ء کو شہید بے نظیر بھٹو چیئر کا آغاز کیا گیا۔ اس چیئر کے قیام اور آغاز کے لئے وزیر ثقافت سندھ محترمہ سسی پلیجو، وزیر ہاؤسنگ سندھ مظفر شجرہ، شیخ الجامعہ ڈاکٹر پیرزادہ قاسم، وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ اور صدر پاکستان آصف علی زرداری نے بے پناہ دلچسپی لی۔ اس چیئر کے قیام پر سندھ حکومت اور جامعہ کراچی کی انتظامیہ، اساتذہ طلباء و طالبات یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں۔

شہید بے نظیر بھٹو چیئر کے قیام کی تقریب جامعہ کراچی کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر آڈیٹوریم اساتذہ، طلباء و طالبات، وزراء، عمائدین و معززین اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یہ یقیناً ایک خوشگوار دن تھا جب جامعہ کراچی کے آڈیٹوریم میں وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی، وزیر ثقافت سندھ محترمہ سسی پلیجو، وزیر اطلاعات سندھ محترمہ شازیہ مری، وزیر ہاؤسنگ سندھ مظفر شجرہ، ترقی نسواں کی وزیر محترمہ توقیر فاطمہ بھٹو، وزیر سماجی بہبود محترمہ نرگس این ڈی خان، وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیران، راشد ربانی اور شرمیلا فاروقی، معاون خصوصی وقار مہدی، پیپلز پارٹی کراچی کے صدر سید فیصل رضا عابدی، سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر مظہر الحق، جامعہ کراچی کے رجسٹرار پروفیسر رئیس علوی، جامعہ کی سنڈیکیٹ کے اراکین، اساتذہ کرام اور طلباء و طالبات موجود تھے۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ سندھ نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو چیئر کے لئے ۲۵ ملین روپے عطیے کا اعلان کیا اور اپنے خطاب میں کہا کہ وہ اس چیئر کے استحکام کے لئے سندھ کابینہ اور اسمبلی سے قرارداد منظور کرائیں گے۔

شہید بے نظیر بھٹو چیئر کی افتتاحی تقریب میں صدر مملکت آصف علی زرداری کا پیغام شیخ ایاز کے صاحبزادے اور ڈائریکٹر جنرل ثقافت سندھ مونس ایاز نے پڑھ کر سنایا۔ تقریب کی نظامت جامعہ کراچی کے پروفیسر سلیم میمن نے انجام دی۔ توقع کی جاتی ہے کہ شہید بے نظیر بھٹو چیئر طلباء و طالبات کی بصیرت افروز تحقیق کے ضمن میں مدد و معاون ثابت کی۔

کانوکیشن کراچی یونیورسٹی ۲۰۰۸ء: رپورٹ چیف ایڈیٹر: مؤرخہ ۲۹ ر دسمبر ۲۰۰۸ء جامعہ کرچی کا کونوکیشن منعقد ہوا، جس میں جامعہ کے طلباء و طالبات کے ساتھ کراچی کالجز کے پرنسلز و معززین شہر کو مدعو کیا گیا تھا، گریجویٹ پوسٹ گریجویٹ و پی ایچ ڈی طلباء و طالبات کو سندات و اعزازات سے نوازا گیا۔ جس میں ۴۵ ر پی ایچ ڈی طلباء و طالبات کو تعلیم کی اعلیٰ ترین ڈگری دی گئی، ان میں عربی کی پروفیسر سردار احمد کو اسلامیات کی (چیف ایڈیٹر کی بہن) مسز بشریٰ

بیگ، کنیز فاطمہ اور غزالہ صاحبہ وغیرہ کو دی گئی۔

اس موقع پر گورنر سندھ اپنی مصروفیات کے سبب تشریف نہیں لا سکے، ان کی جگہ سینئر صوبائی وزیر اور وزیر تعلیم پیر مظہر الحق صاحب کے ہاتھوں طلباء و طالبات کو سندات پیش کی گئیں، وزیر تعلیم نے اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا کہ وزارت تعلیم انہیں دی نہیں گئی بلکہ انہوں نے اپنی مرضی سے لی ہے، تاکہ نظام تعلیم میں بہتر تبدیلی لاسکیں آپ نے حاضرین کو آگاہ کیا کہ سندھ کی پہلی یونیورسٹی جامشورو یونیورسٹی تھی یہ پہلے کراچی میں تھی اب حیدر آباد میں ہے، جسے موصوف کے دادا پیر الٰہی بخش جو اس وقت وزیر تعلیم تھے انہوں نے اسمبلی میں بل پیش کرتے ہوئے قائم کر وایا تھا اور علیگڑھ یونیورسٹی کے اے بی حلیم پہلے وائس چانسلر مقرر ہوئے تھے، آپ نے بتایا کہ ۱۹۹۳ء میں جب لاء منسٹر تھے، اور پیپلز پارٹی کی حکومت قائم تھی اس زمانہ میں بے نظیر بھٹو شہید نے حکم دیا تھا کہ کراچی میں مزید یونیورسٹیز قائم ہونی چاہئے، لہٰذا میں نے اسمبلی سے بل منظور کرا کر تین چار یونیورسٹیز قائم کروائیں تھیں، جامعہ کراچی کا یہ مسلسل تیسرا کانوکیشن تھا جس میں گورنر صاحب نے شرکت نہیں کی، چیف ایڈیٹر نے بحیثیت پرنسپل قائد ملت شرکت کی۔

سندھی روزنامے کے دفتر پر مسلح افراد کا دھاوا۔ مہذب انداز میں اپنی بات کی: روزنامہ عوامی آواز کے پریس ریلیز کے مطابق سندھ نیشنل فرنٹ کے ۳۰ رسے زائد مسلح افراد نے آج سندھی روزنامے عوامی آواز پر چڑھائی کر کے اسلحے کے زور پر پورے عملے کو یرغمال بنا کر سخت نتائج بھگتنے کی دھمکیاں دیں۔ جمعرات کی شام سندھ نیشنل فرنٹ کے مسلح افراد ایوب انڑ، انور گجر، رزاق باجوہ کی قیادت میں روزنامہ عوامی آواز کے دفتر میں زبردستی گھس کر مینجنگ ڈائریکٹر خیر محمد جونو سمیت پورے اسٹاف کو اسلحہ دکھا کر ہراساں کیا اور عوامی آواز کے چیف ایڈیٹر ڈاکٹر جبار خٹک کے بارے میں پوچھنے لگے اور ان کے خلاف گالم گلوچ کرتے ہوئے پورے اسٹاف کو گالیاں دیں اور سخت لہجے میں دھمکاتے ہوئے کہا کہ وہ عوامی آواز سے درخواست کرنے نہیں بلکہ دھمکانے آئے ہیں اور متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ پورے سندھ میں عوامی آواز کو

چلنے نہیں دیا جائے گا۔ افراد نے کہا کہ عوامی آواز سردار ممتاز بھٹو کے بیانات نہیں چھاپ رہی، اس لئے آپ کو کسی بھی قیمت پر معاف نہیں کیا جائے گا۔

سیکرٹری جنرل ایوب شر نے سندھی روزنامے عوامی آواز کی انتظامیہ کی جانب سے لگائے گئے تمام الزامات کی سختی سے تردید کرتے ہوئے انہیں قطعی طور پر غلط قرار دیا ہے۔ جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک طویل عرصے سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ سندھ نیشنل فرنٹ کے ساتھ سندھی ذرائع ابلاغ کا رویہ انتہائی غیر مناسب ہے، جس پر احتجاج ریکارڈ کرانے کے لئے جمعرات کو ہمارے چند کارکن عوامی آواز کے دفتر گئے تھے، جہاں انہوں نے بڑے مہذب انداز میں اخبار کی انتظامیہ سے کہا کہ: ''ہم ایک نظریاتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو صاف و شفاف انداز میں سیاست کر رہی ہے جبکہ آپ کے کچھ لوگ چوروں اور لٹیروں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں ہم آپ کو کسی کی خبر لگانے سے نہیں روک سکتے، مگر ہمارے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک پر بھی نظرثانی کی جائے'' ایوب شر نے کہا کہ اخبار انتظامیہ محض اس واقعے کو غلط رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں کراچی یونین آف جرنلسٹس کے صدر خورشید تنویر اور سیکرٹری خورشید عباسی نے روزنامہ عوامی آواز اور روزنامہ انجام کے دفتر پر سندھ نیشنل فرنٹ کے کارکنوں کے حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ صحافیوں کے ساتھ گالم گلوچ اور انہیں دھمکانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی پارٹیوں میں اب تک بالغ نظری کی کمی ہے اور وہ برداشت کرنے کی قوت سے محروم ہیں، صحافی رہنماؤں نے کہا کہ سیاسی جماعتوں کو صحافت کی آزادی پر قدغن لگانے اور رائے کی آزادی کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ صحافت جب تک ملک میں آزاد نہیں ہوگی اس وقت تک ہم کسی بھی شعبۂ زندگی میں انصاف کی جڑیں مضبوط نہیں کر سکیں گے۔ کراچی یونین آف جرنلسٹ عوامی آواز گروپ کے صحافیوں کو ڈرانے اور دھمکانے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ایسے عناصر کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی سیاسی جماعت آزادی

صحافت پر حملے سے باز رہے۔ (روز نامہ جنگ کراچی، ۲؍جنوری ۲۰۰۹ء)

سندھ ہائیکورٹ: ممتاز بھٹو کیخلاف ایف آئی آر، سرکار کو نوٹس جاری کرنے کا حکم: سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس گلزار احمد نے نیشنل فرنٹ کے قائد ممتاز بھٹو کے لاف درج ایف آئی آر کو کالعدم قرار دینے کی درخواست پر سرکار کو نوٹس جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ سماعت پیر کو ہوگی۔ ایک اور متفرق درخواست میں ان کا اسپتال میں علاج کرانے کا حکم دیا ہے۔ ممتاز بھٹو کے وکیل بیرسٹر عابد ایس زبیری ایڈووکیٹ نے درخواست میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ان کا موکل بیمار ہے، اس کے خلاف ایک اخبار کے دفتر پر ہنگامہ آرائی کی ایف آئی آر درج کی گئی ہے، جو درست نہیں ہے، اسے کالعدم قرار دیا جائے اور وہ بیمار ہیں، انہیں علاج کے لئے فوری طور پر اسپتال میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے۔ جسٹس گلزار احمد نے درخواست کی سماعت رات گئے اپنے بنگلے پر کی۔ پہلے درخواست چیف جسٹس مسٹر جسٹس انور ظہیر جمالی کے بنگلے پر پیش کی گئی تھی۔ انہوں نے درخواست سماعت کے لئے جسٹس گلزار احمد کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ (جنگ، کراچی، ۴؍جنوری، ۲۰۰۹ء)

نوٹ: یہ ایف آئی آر روز نامہ عوام (سندھی) کے ایڈیٹر نے کٹوائی ہے جس میں اخبار پر حملہ اور دھمکیاں دینے کا الزام ہے۔ اس سے اخبار کی رپورٹیشن اور غلط رویہ بھی سامنے آتا ہے۔

تاریخی ورثے کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے گا: پیر مظہر الحق: سندھ کے سینئر وزیر برائے تعلیم وخواندگی پیر مظہر الحق نے کہا ہے کہ موجودہ تعلیمی نظام میں تبدیلی کی جائے گی اور اسے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس میں ڈائریکٹر جنرل کی جانب سے شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر کی یاد میں منعقدہ محفل مشاعرہ کے موقع پر اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ شہید بے نظیر بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے اصولوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا

جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جدید علوم کے ساتھ اپنے تاریخی ورثے کو بھی نصاب کا حصہ بنائیں گے جسے ماضی میں نظرانداز کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تعلیمی اداروں میں ادبی محفلوں کا انعقاد ایک اچھی روایت ہے جسے جاری رہنا چاہئے۔ مہمان خصوصی تھرڈ ورلڈ سالیڈریٹی کے چیئرمین اور چیلسی لندن کے سابق ڈپٹی میئر مشتاق لاشاری نے کہا کہ وہ ایک اچھی سیاست دان ہی نہیں بلکہ فرماں بردار بیٹی وفادار بیوی اور شفیق ماں بھی تھیں۔ انہوں نے ہر رشتے کو بہترین انداز میں نبھایا اور غریب عوام کے ساتھ بھی اپنے رشتے کو برقرار رکھا۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم کے ساتھ ضروری ہے کہ شہید بے نظیر بھٹو اور دیگر اہم شخصیات کی زندگی پر کھل کر بات چیت کی جائے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے میزبان مشاعرہ ڈائریکٹر جنرل کالجز رفیق احمد صدیقی نے کہا کہ شہید بے نظیر بھٹو عظیم قائد تھیں، ان کی زندگی سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اس موقع پر رسا چغتائی، پروفیسر جاذب قریشی، سرور جاوید، بابا نجمی، صابر ظفر، جاوید صبا، سہیل احمد، یامین اختر اور پروین راجپر نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۳ر جنوری ۲۰۰۹ء)

الوداعی تقریب عبداللہ گرلز کالج: رپورٹ پروفیسر حسنہ بانو: پروفیسر سلمہ فاروقی صاحبہ چیئرپرسن شعبہ اسلامیات (پوسٹ گریجویٹ عبداللہ کالج) فروری ۲۰۰۹ء میں ریٹائرڈ ہو رہی ہیں، پروفیسر شمس جہاں صاحبہ، پرنسپل عبداللہ کالج ۱۲ر جنوری ۲۰۰۹ء کو ریٹائرڈ ہو چکی ہیں۔ پروفیسر کلثوم زیدی صاحبہ کا شہید ملت گرلز کالج میں ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ پروفیسر نسرین صاحبہ کا بھی ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ ایم اے اسلامک اسٹڈیز کا پہلا بیچ مکمل ہو چکا ہے۔ لہٰذا شعبہ کی جانب سے جنوری کے آخر میں الوداعی تقریب کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

تقریب رونمائی مجلّہ ''کارواں'' ۸-۲۰۰۷ء عبداللہ گرلز کالج: رپورٹ پروفیسر حسنہ بانو: مؤرخہ ۱۰ر جنوری ۲۰۰۹ء کو عبداللہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ناظم آباد کے سالانہ میگزین ''کارواں'' کی تقریب رونمائی ہوئی، پروگرام کا آغاز تلاوت اور نعت سے ہوا، ممتاز ماہر تعلیم و نقاد پروفیسر انیس زیدی صاحب نے مجلّہ کا تعارف کراتے ہوئے شاندار طباعت، کمپوزنگ

وتدوین کوسراہا، میگزین کمیٹی و پرنسپل کو مبارکباد دیتے ہوئے پروفیسر عبدالمقیت اور ڈاکٹر صلاح الدین ثانی کے مضامین کو عمدہ الفاظ میں سراہا، اور فرمایا سابقہ پرنسپل خواتین نے بھی کالج کو بہتر بنانے میں اپنا شاندار رول ادا کیا ہے۔ بالخصوص پروفیسر رضیہ سبحان صاحبہ واحد پرنسپل خاتون تھیں جن کے تین شاعری کے مجموعے شائع ہوئے۔

پروفیسر ہارون رشید صاحب سابق ڈائریکٹر کالجز و سابق پرنسپل اسلامیہ کالج نے بھی مجلّہ کی شاندار الفاظ میں تحسین کرتے ہوئے فرمایا اچھی تقریر وتحریر باقی رہتی ہے اچھی تصویر خراب ہو جاتی ہے، ڈاکٹر ثانی صاحب ودیگر خواتین وحضرات کے مضامین کو انتہائی مفید قرار دیا اور ریجنل ڈائریکٹر منور شفیق صاحبہ کو ہدایت کی کہ وزراء کا ''یس مین'' بننے سے کالجز نہیں چل سکتے ہیں اور انہیں نصیحت کی کہ آپ کو کالج کے معاملات میں زیادہ شفیق ہونا چاہئے، (یہ ایسا نکتہ ہے جس کی تمام کالجز کے پرنسپلز کو شکایت ہے اور چیف ایڈیٹر محترمہ کے برے رویوں کا خود عینی شاہد و نشانہ رہا ہے، کالجز میں پکنے والا یہ لاوا کسی وقت آتش فشاں بن سکتا ہے)

کالج کی پرنسپل پروفیسر شمس جہاں صدیقی صاحبہ نے اپنے خطاب میں تمام اساتذہ کا شکریہ ادا کیا اور کالج کی ترقی میں اپنی خدمات بیان کرتے ہوئے ریجنل ڈائریکٹر سے مطالبہ کیا کہ کالج میں ۸۶ اساتذہ کی SNE منظور شدہ ہے، جبکہ صرف ۴۰ر اساتذہ موجود ہیں، اس کے باوجود ایم اے اسلامیات و پولٹیکل سائنس میں پہلا بیج مکمل ہو گیا ہے، اور طالبات شاندار نمبروں سے فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئی ہیں۔

کنٹرولر انٹر بورڈ آغا اکبر زیدی نے نئے پیٹرن کے مطابق سالانہ امتحان کے انعقاد کی تفصیلات سے آگاہ کیا، ریجنل ڈائریکٹر پروفیسر منور شفیق صاحبہ نے اپنے خطاب میں پرنسپل صاحبہ کو مبارکباد دی کہ انہوں نے پورے سال کی محنت کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے، جو دیکھے گا وہ محسوس کرے گا، اس نے کالج کو دیکھا ہے انہوں نے کہا میں کالجز پرنسپلز سے کہتی ہوں، نئے امتحانی طریقہ کے مطابق ماڈل ٹیسٹ بنا کر طلباء کے ٹیسٹ لیں اور کلاسوں میں طلباء سے پریزنٹیشن

کرائیں، جیسا کہ باہر ممالک میں ہوتا ہے تاکہ طلباء نے جو پڑھا ہے وہ انہیں پڑھا تا بھی آ جائے میں نے منسٹر ایجوکیشن کو لکھا تھا کہ نئے کالجز نہ کھولے جائیں، لیکن تین نئے کالج کھول دیئے گئے ہیں، مجھے درخواست دیں جن اساتذہ کی ضرورت ہے میں اعلیٰ حکام کو بھیجوں گی۔ اختتامی خطاب ڈاکٹر محمد رفیق صاحب ڈائریکٹر جنرل ایجوکیشن کالجز سندھ کا تھا، جنہوں نے اپنے مختصر خطاب میں پرنسپل صاحبہ کی خدمات کو سراہا، اور مجلّہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا مجلّہ بچوں کے پیسے سے شائع ہوتا ہے اور ہر کالج میں یہ کام ہونا چاہئے۔

پروگرام کے اختتام پر پروفیسر نزہت صاحبہ پرنسپل ناظم آباد وومین کالج نے پروفیسر شمس صاحبہ کو گلدستہ پیش کیا، پروگرام میں پروفیسر ارشد جمال صاحب ڈائریکٹر انسپکشن کالجز سندھی اور ڈپٹی ڈائریکٹر ظہیر صاحب ایڈیشنل ڈائریکٹر کالجز کراچی ریجن شہناز بھٹی صاحبہ، ڈاکٹر صلاح الدین ثانی پرنسپل قائد ملت کالج صاحب، پروفیسر عشرت اقبال پرنسپل شہید ملت کالج و دیگر پرنسپلز نے شرکت کی، کالج کی جانب سے شرکاء کی حانے سے تواضع کی گئی۔

مشاعرہ و تعزیتی ریفرنس بے نظیر بھٹو شہید: کامرس کالجز کراچی، رپورٹ: پروفیسر نجمہ نیاز ڈپٹی ڈائریکٹر فائنس ایجوکیشن کالج سندھ، مورخہ ۲۹ر دسمبر ۲۰۰۸ء رات آٹھ بجے بے نظیر بھٹو کی شہادت کے ایک سال مکمل ہونے پر ڈائریکٹریٹ ایجوکیشن کالجز سندھ کے زیر اہتمام کامرس کالج کراچی میں صوبائی وزیر تعلیم پیر مظہر الحق صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس کے مہمان خصوصی مشتاق لاشاری برطانیہ تھے، پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، تلاوت کی سعادت پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد نے حاصل کی، جس کے بعد مشاعرہ کا آغاز ہوا، سندھ کے معروف شعراء نے اردو سندھی، سرائیکی میں اپنا کلام سنایا، پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیق صاحب، ڈائریکٹر کالجز سندھ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا، اور بے نظیر کو ملک کی عظیم لیڈر قرار دیتے ہوئے اور بے نظیر صاحبہ کی شہادت پر کلمات تاسف کہے، پیر مظہر الحق صاحب نے صدارتی کلمات میں بے نظیر شہید کو زبردست انداز میں خراج عقیدت

پیش کیا اور کالجز کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کالجز میں ہم نصابی سرگرمیاں منعقد ہونی چاہئیں، جس میں مشاعرہ وادبی محافل شامل ہیں۔

مشتاق لاشاری صاحب نے اپنے خصوصی خطاب میں آمریت کے دور میں ہونے والی زیادتیوں اور جبر کو بیان کیا، جن کی وجہ سے انہیں ملک سے جلاوطن ہونا پڑا، برطانیہ میں پاکستان کمیونٹی کے لئے اپنی خدمات سے سامعین کو متعارف کرانے کے ساتھ امریکہ کی مسلم دشمنی اور جارحانہ رویہ کی بھرپور انداز میں مذمت کی۔

پروگرام کے اختتام پر ڈائریکٹر کالجز کے حکم پر دومنٹ کی خاموشی اختیار کی گئی اور ڈاکٹر صلاح الدین ثانی نے دعاء کرائی، جس کے بعد مہمانوں کی عمدہ کھانوں سے تواضع کی گئی۔

پروگرام میں پروفیسر ارشد جمال ڈائریکٹر انسپکشن کالجز سندھ ظہیر ڈپٹی ڈائریکٹر انسپکشن پروفیسر نجمہ نیاز، ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز سندھ فائنس پروفیسر پرویز شیخ، ڈائریکٹر فانس ریجنل ڈائریکٹر کالجز کراچی پروفیسر منور شفیق صاحب، پرنسپل ایس ایم سائنس کالج پرنسپل شپ اونرز کالج ودیگر کالجز کے پرنسپل و پروفیسرز حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مذاکرہ بعنوان: اکیسویں صدی میں قرآن وعلوم القرآن کے فروغ اور اس سے استفادہ میں کمپیوٹر کا حصہ

قارئین کرام جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، بہت سے افراد وادارے قرآن کریم پر اپنے اپنے طور سے مختلف النوع خدمات انجام دے رہے ہیں، بے شمار ویب سائٹ اور سافٹ ویئر تیار ہو چکی ہیں۔ مختلف ڈکشنریز پروگرام تیار کئے جا رہے ہیں۔ اس مذاکرہ کے انعقاد کا مقصد ایسے افراد کے درمیان رابطہ قائم کرنا، باہم معلومات کا تبادلہ کرنا اور جو کام ہو چکا ہے اس کی روشنی میں مزید پیش قدمی کرنا اور ایسی کاوشوں کی نشر واشاعت کرنا ہے۔ لہٰذا گذارش ہے ایسے افراد واداروں کی نشاندھی کی جائے جو کسی بھی زاویہ، سے اس پہلو پر کام کر رہے تا کہ اس مذاکرہ میں انھیں بھی مدعو کیا جا سکے۔

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ...